مصحف فاطمہ علیہا السلام حقیقت کے آئینہ میں

مولانا سید غلام حسین رضوی ہلّوری

مقدمہ

دینی اور مذہبی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مصنفین اور مؤلفین نے جہاں بہت سے مقامات پر ذاتی رائے اور نظریہ کو دین بنا کر پیش کیا وہیں کچھ حقائق میں مغالطہ کرکے علمی اور واقعی دلائل کا سہارا لئے بغیر اسلامی امت کے درمیان ایک دینی و عقیدتی محاذ قائم کردیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی امت ان حقائق اور علمی خزانوں سے بے بہرہ ہوگئی جنہیں خداوند متعال نے مختلف ذرائع سے اپنے بندوں کے درمیان پیش کیا۔ اغیار نے بغیر اعتقاد کے ان تمام علمی کمالات کو حاصل کرنے کی کوشش کی اور کافی حد تک کامیاب بھی رہے ہیں لیکن ہم مسلکی اختلاف کا بہانہ بنا کر آج تک ان حقائق سے محروم رہے ہیں۔ یقیناً خدا ان افراد کو نہیں بخشے گا جو اسلامی امت کو گمراہ کرنے میں اپنی کامیابی سمجھتے ہیں اور خدا کی جانب سے عطا کیے گئے خزانوں اور نازل کی گئی نعمتوں سے عوام وخواص کو دور رکھتے ہیں۔ اگر یہ بات صحیح نہ ہوتی تو دوسرے علمی و دینی موضوعات کی طرح "مصحف فاطمہ علیہا السلام" کے بارے میں غلط، ضعیف و جہالت آمیز نظریات قائم کرنے سے پہلے، علمی مدارج اور مدارک کا سہارا لیا جاتا پھر صحیح اور غلط کا فیصلہ کیا جاتا۔ اسی لئے ضروری ہے کہ خدا کی جانب سے ہوئے اہتمام مصحف فاطمہؑ پر مختلف پہلوؤں سے گفتگو کی جائے تاکہ محقق اور منصف قارئین کے سامنے "مصحف فاطمہؑ" کا حقیقی چہرہ ترسیم ہوسکے۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ مقالہ کا موضوع دو لفظوں سے مرکب ہے" مصحف" و" فاطمہ" لہٰذا پہلے ضروری ہے کہ مصحف کو سمجھا جائے پھر "مصحف فاطمہؑ" کو، اور چونکہ شخصیت حضرت زہرا علیہا السلام تو چودھویں کے چاند کی طرح مسلمان ہی کیا اغیار کے درمیان بھی روشن اور واضح ہے اس لئے یہاں گفتگو شخصیت کے بجائے شخصیت کے اس باب یا عنصر سے ہے جس کا نتیجہ "مصحف فاطمہؑ" کہلایا۔

مصحف۔ارباب لغت کی نظر میں

" مصحف " عربی لفظ ہے اور اس لفظ کو عربی لغات سے ہی استدلال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس مقالہ میں ہماری کوشش یہ ہے کہ اس کی عربی وضعیت کو محفوظ رکھتے ہوئے فارسی اور اردو لغات میں اس کی افادیت اور استعمال کو دیکھ لیا جائے تاکہ اثبات مدعا میں معاون و مؤید قرار پاسکے۔

ا۔ عربی لغت

الف: مفردات الفاظ القرآن ا ؎

الصحیفة: اَلْمَبسُوط مِنَ الشَّئِ كَصَحیفَةِ الْوَجهِ، وَالصَّحِیفَةُ: اَلَّتی یَكْتُبُ فِیهَا. وَجْمَعُهَا: صَحَائِفُ وَصُحُفٌ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: "صُحُفِ اِبْرَاهِیمَ وَمُوسیٰ"۲ قِیلَ : اُرِیْدُ بِهَا الْقُرآن.

وَالْمُصْحَف: مَاجَعَلَ جَامِعاً لِلْمُصحَفِ الْمَكْتُوبَة، وَجمعه: مَصَاحِفْ

ب: مجمع البحرین ۳ ؎

وَالصَّحیفَةُ: قَطْعَة مِنْ جِلْدِ اَوْ قِرْطَاسِ كُتُبٌ فِیه۔

ومنه "صحیفة فاطمه"

ج: لاروس ۴ ؎

اَلصَّحِیفَةُ : مَایَكْتُبُ فِیهِ مِنْ وَرَقٍ وَنَحْوِه، وَیَطْلُقُ عَلَی الْمَكْتُوب فِیهَا. ج: صُحُف "وَاِنَّ هٰذا لَفِی الصُّحُفِ الاُولیٰ. صُحُفِ اِبْرَاهِیْمَ وَمُوسیٰ (قرآن)" ؛ وَرَقَةُ الْكِتَابِ بِوَجْهَیها؛ الجَرِیْدَة ؛ج ؛ صُحُفٌ وَصَحَائِف۔

د: المنجد ۵ ؎

مُصحف، مَصحف، مِصحف

دو دفتیوں کے درمیان مجلد صفحات کو مصحف کہتے ہیں؛ اور صحیفہ کا مطلب وہ کاغذ ہے جس پر کچھ لکھا ہو۔

۲۔ فارسی لغت ٦ ؎

فرہنگ بزرگ جامع نوین (سیاح)

صحیفہ۔ صحائف ج: نامہ وکتاب ۔۔۔ وصحیفہ فاطمہ علیہا السلام است.

مُصحف و مِصحف و مَصحف۔ مصاحف ج: قرآن مجید

۳۔ اردو لغت

الف: نور اللغات ۷

صحیفہ۔ (ع) بروزن وظیفہ، مذکر کتاب، رسالہ۔ ۔ ۔ صحیفہ آسمانی، وہ کتاب جو خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہو۔

ب: اردو دائرۂ معارف اسلامیہ ۸

صحیفہ: (ع؛ جمع: صحف اور صحائف) لغوی معنی، وہ چیز جس پر کچھ لکھا جاسکے۔ اسی مناسبت سے ورق کی ایک جانب یعنی صفحہ کو بھی صحیفہ کہتے ہیں۔ اور جدید عربی میں صحیفہ بمعنی جریدہ اور اخبار بھی مستعمل ہے (مزید مطالعہ کے لئے رجوع کریں: "لسان العرب" بذیل مادہ صحف، "المعجم الوسیط" بذیل مادہ صحف) اس کے علاوہ قرآن کریم، حدیث نبوی اور عربی ادب میں یہ لفظ کئی ایک معنی میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً نامہ اعمال ۹ ، خط یا مکتوب، حکم نامہ، یا فرمان اور کتب سماویہ یعنی اللہ کی جانب سے اس کے سچے رسولؐ پر نازل کی جانے والی کتابوں اور احکام ہدایت کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔

قرآن کریم میں یہ لفظ آٹھ مرتبہ بصورت جمع (صحف) وارد ہوا ہے لیکن مفرد (صحیفہ) کی شکل میں نہیں آیا ہے۔

ان تمام لغات کو دیکھنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ لفظ صحیفہ یا مصحف، چاہے وضع کے اعتبار سے ہو یا استعمال کے اعتبار سے ہو قرآن مجید کے معنی میں منحصر نہیں ہے بلکہ "قرآن مجید" اس کا ایک مصداق ہے۔ کیونکہ تمام لغات اس بات پر مصر ہیں کہ لفظ مصحف، "اوراق کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں جس پر لکھا ہوا ہو" یا بعض تعبیر کے مطابق "لکھے ہوئے اوراق کا وہ مجموعہ جسے دو دفتیوں کے درمیان قرار دیا گیا ہو"۔ خلاصہ یہ کہ چاہے عربی زبان ہو چاہے فارسی اور چاہے اردو، تینوں زبان میں، ارباب لغت کے مطابق یہ لفظ کبھی بھی منحصراً قرآن مجید کے معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ تاکید اور اصرار اس بات پر ہے کہ "لکھے ہوئے اوراق کا مجموعہ" مصحف ہے (اور چونکہ علی الظاہر قرآن مجید بھی اسی معیار پر صادق آتا ہے اس لئے اسے کسی عصر میں مصحف کہا جانے لگا) اب یہ خود ایک تاریخی بحث ہے کہ قرآن کو کب سے "مصحف" کہا جانے لگاہاں اتنا ضرور ہے کہ آج بھی اسلامی معاشرہ میں قرآن مجید کو عام طور پر "مصحف" سے تعبیر نہیں کیا جاتا ہے۔ ہر مسلمان قرآن مجید کو قرآن کریم، کتاب مبین جیسی تعبیروں سے یاد کرتا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ ذوق ادبی کے مد نظر تو ممکن ہے قرآن کو "مصحف"

کہاگیاہو لیکن وضعی (یا وضع حصری) اور استعمال عرفی کی بنیاد پر کسی بھی مکتب فکر وزبان میں قرآن کو "مصحف" نہیں کہاگیا ہے۔اس بنیاد پر مصحف فاطمہ علیہا السلام کا مطلب " قرآن فاطمہ" نہیں ہے بلکہ "کتاب فاطمہ" ہے۔

اسی بات کو علمی قالب میں علامہ سید مرتضیٰ عسکری مرحوم اس انداز سے بیان فرماتے ہیں: لفظ مصحف نہ توقرآن میں آیا ہے اور نہ ہی حدیث پیغمبرؐ میں لہٰذا قرآن مجید کا " مصحف" نام رکھنا نہ تو اسلامی اصطلاح ہے اور نہ ہی شرعی حقیقت"۱۰۔

وہم

قفازی نے جہاں اپنی کتاب میں بہت سست وضعیف دلیلوں اور اخلاق وادب سے عاری عبارتوں کا استعمال کرتے ہوئے شیعوں کے اعتقاد کامذاق اڑانے کی ناکام کوشش کی ہے ۱۱ وہیں جسارتوں کااظہار اس انداز میں بھی کیاہے: "شیعہ اس موجودہ قرآن کو قبول نہیں کرتے ہیں۔ان کے پاس "مصحف فاطمہ" نامی قرآن موجود ہے۔" وہ مزید تحریر کرتے ہیں: سورۂ نساء کی ۱۲آیت نمبر ۱۵۳کی بنیاد پر شیعہ کافر ہیں۔

وہم کا جواب

"مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ" والا محاورہ ہی اس وہم کا مناسب جواب ہے چونکہ بات کہیں کی ہے اور اسے کہیں لے جانے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ اگر آپ تمام علمائے شیعہ کی کتابوں کا حرف بہ حرف مطالعہ فرمائیں توآپ کو اس تہمت کی حقیقت بخوبی سمجھ میں آجائے گی۔ کیونکہ اس کے برعکس، تمام شیعہ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ ہم اسی رائج قرآن مجید کے معتقد ہیں جو مسلمانوں کے درمیان موجود ہے۔۱۳ اور مصحف فاطمہ علیہا السلام کے سلسلہ میں فرماتے ہیں: اس کتاب میں وہ بیانات اور کلمات ہیں جن کو رسول خداؐ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ علیہا السلام کی تسکین ودلجوئی کے لئے خداوند عالم نے جناب جبرئیل کے ذریعہ نازل فرمایااور حضرت فاطمہ علیہا السلام نے اسے حضرت علی علیہ السلام کے ذریعہ قلمبند کروایا۔ اس کتاب میں قرآن کی ایک آیت بھی نہیں ہے، متعدد بار ائمہ معصومین علیہم السلام نے اپنے بیانات میں اس حقیقت کااظہار فرمایاہے۔۱۴۔

منشأتالیف مصحف فاطمہ علیہا السلام

"اصول کافی" اور "بحار الانوار" جیسی کتابوں میں متعدد روایتیں ہیں جو " مصحف فاطمہؑ " کے سبب تالیف کو بیان کرتی ہیں، نمونہ کے طورپر کچھ روایتوں کا تذکرہ ضرور کیاجائے گا، لیکن ان سب کا

خلاصہ یہ ہے:

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دار فانی سے وداع ہو گئے تو یہ مصیبت حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے لئے نا قابل تحمل تھی وہ اتنی غمزدہ ہوئیں کہ شب و روز اپنے شفیق و مہربان بابا کو یاد کر کے رویا کرتی تھیں۔ ان کے گریہ و بکا میں مزید اضافہ کی وجہ ایک تو پیغمبر اسلام جیسے باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانا، دوسرے پیغمبرؐ اور میراث رسالت ۱۴؎ سے متعلق امت کی ناقدری، بے رخی اور بے وفائی تھی۔ اس کے علاوہ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کا خدا کے نزدیک عظیم مرتبہ پر فائز ہونا، جس کی خبر پیغمبرؐ نے متعدد مقامات پر دی۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر خدا نے یہ اہتمام کیا کہ ایک فرشتہ شہزادی کے پاس جا کر انہیں تسلی و تشفی دے اور ان کے اس غم واندوہ کو کم کر سکے۔ ۱۶؎

حضرت فاطمہ علیہا السلام نے حضرت علی علیہ السلام کو اس امر سے مطلع فرمایا تو حضرت نے مشورہ دیا: جب وہ فرشتہ آئے تو مجھے خبر دینا تاکہ اس کی باتوں کو قلمبند کر لوں۔ لہٰذا اس گفتگو کے بعد جب بھی وہ فرشتہ آتا، شہزادی حضرت علی علیہ السلام کو آگاہ کر دیتی تھیں اور آنحضرتؑ فرشتہ کی تمام باتوں کو لکھ لیا کرتے تھے۔ جنہیں اہلبیت علیہم السلام نے ایک جگہ اکٹھا کر کے اس کتاب کا نام " مصحف فاطمہ " رکھا اور پھر یہ مجموعہ اوراق، اسی نام سے مشہور و معروف ہوا۔ ۱۷؎

روایات:

۱۔ عَنِ الصَّادِقِ عَلیہ السَّلام ؛ قَالَ : اِنَّ فَاطمۃَ مَکَثَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللہ خَمسۃً وَسَبعِین یَوماً وَکَانَ دَخَلَھَا حزنٌ شَدِیدٌ عَلیٰ اَبِیھَا وَکَانَ جِبرئِیل یَاتِیھا فَیُحْسِنُ عَزاءَ ھَا عَلیٰ اَبِیھا وَتَطِیبُ نَفْسَھا. . ." ۱۸؎

جب امام سے کسی چاہنے والے نے مصحف فاطمہؑ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ایک آہ سرد بھرنے کے بعد فرمایا: دختر رسولؐ، اپنے بابا کی رحلت کے بعد ۷۵ دن زندہ رہیں، اور ان ایام میں اپنے بابا کے سوگ میں بیحد غمزدہ تھیں۔ خداوند عالم نے ان کی تسکین کے لئے مسلسل حضرت جبرئیل کو بھیجا، فرشتہ آتا تھا اور تشفی بخش کلمات سنا کر چلا جاتا تھا، حضرت علی علیہ السلام نے ان باتوں کو لکھ لیا جو آج "مصحف فاطمہؑ" کی شکل میں موجود ہے۔

۲۔ عَنِ الصَّادِقِ عَلیہ السَّلام قَالَ: اِنَّ اللہ لَمَّا قَبَضَ نَبِیّہ دَخَلَ عَلیٰ فَاطِمَۃَ عَلَیْھَا السّلامُ مِن وَفَاتِہ الحُزْنِ لَا یَعْلَمَہ اِلّا اللہُ عَزّ وجَلَّ فَاَرْسَلَ اِلَیْھَا مَلَکاً یُسَلّی غمّھا وَیَحْدِثُھا. . . . ۱۹؎

رسول خداؐ کی وفات ہوتے ہی حضرت فاطمہ علیہا السلام پر مصیبت کے ایسے پہاڑ ٹوٹ پڑے جس کی حقیقت کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ لہٰذا پروردگار عالم نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کی خدمت میں مسلسل

ایک فرشتہ بھیجا تاکہ تسلی آمیز گفتگو کرکے ان کے حزن و غم کو کچھ ہلکا کرسکے۔ شہزادی نے اس واقعہ کو حضرت علی علیہ السلام سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا: اے بنت نبیؐ جب آپ فرشتہ کی آمد کا احساس کریں ہمیں مطلع کردیں لہٰذا شہزادی نے ایسا ہی کیا اور حضرت علی علیہ السلام نے فرشتہ اور فاطمہؑ کے مابین گفتگو کو لکھا جو بعد میں مصحف کہلایا۔

۳۔ عن الصادقین علیہما السلام

امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا: مصحف فاطمہ علیہا السلام نہ تو قرآن ہے اور نہ ہی قرآن کی جنس سے ہے حتی اس میں ایک بھی شرعی حکم نہیں ہے بلکہ وہ مختلف علوم، اخبار اور تفسیر قرآن پر مشتمل ہے۔۲۰۔

غیر انبیاء سے فرشتہ کی گفتگو

اس مقام پر سب سے اہم سوال جو ذہن میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی دوسرے سے فرشتے گفتگو کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر کرسکتے ہیں تو کیا اسلامی منابع میں اس کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں؟ اس طرح بحث کے دو اہم رخ سامنے آتے ہیں:

گفتگو کا امکان: یعنی کیا کسی غیر نبی سے فرشتہ گفتگو کرسکتا ہے؟

گفتگو کا ثبوت: یعنی نبی کے علاوہ کس سے فرشتہ نے گفتگو کی ہے؟

گفتگو کا امکان

فرشتہ کا کسی سے بھی گفتگو کرنا خدا کے ارادہ اور اس کی مصلحت پر مبنی ہے۔ بس فرق گفتگو اور نازل ہونے کے مقصد کا ہوسکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ انبیاء کے پاس حکم خدا یا وہ شریعت لیکر آتے ہوں لیکن غیر انبیاء کے پاس کچھ حقائق کا بیان واظہار لیکر نازل ہوتے ہوں۔ دینی تعلیمات سے متعلق منابع کا مطالعہ کرنے والا اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا۔

گفتگو کا ثبوت

قرآن مجید اور معتبر دینی کتابوں میں ایسے ثبوت اور نمونے پائے جاتے ہیں جن ے یہ ظاہر و روشن ہوجاتا ہے کہ خدا کے اور اس کی مصلحت کے پیش نظر غیر انبیاء سے فرشتہ نے گفتگو کی اور اس حقیقت کو دو حیثیت سے ذکر کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ہم اختصار کے مد نظر صرف قرآنی نمونوں پر اکتفا کرتے ہیں، اور "

اَدَلُّ الدَّلیلِ عَلیَ اِمْکَانِ الشَئِ وقُوعُہ" کے مد نظر اثبات مدعا کے لئے کافی ہوگا:

۱۔ حضرت مریم علیہا السلام

۱/۱" واذ قالت الملائکۃ یا مریم ان ا... الخ ۲۱۔

اور اس وقت کو یاد کرو جب ملائکہ نے مریم کو آواز دی کہ خدا نے تمہیں چن لیا ہے اور پاکیزہ بنادیا ہے، اور عالمین کی عورتوں میں منتخب قرار دیا ہے۔

۱/۲" اذ قالت الملائکۃ یا مریم ان ا... الخ ۲۲۔

اور اس وقت کو یاد کرو جب ملائکہ نے کہا کہ اے مریم خدا تم کو اپنے مسیح عیسیٰ بن مریم کی بشارت دے رہا ہے جو دنیا اور آخرت میں صاحب وجاہت اور مقربین بارگاہ الٰہی میں سے ہے۔۔۔ مریم نے کہا میرے یہاں فرزند کس طرح ہوگا جب کہ مجھ کو کسی بشر نے چھوا بھی نہیں ہے، ارشاد ہوا کہ اسی طرح خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرلیتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا اور وہ چیز ہو جاتی ہے۔

۱/۳۔" وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِن دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا۔ ۲۳۔

اور پیغمبر اپنی کتاب میں مریم کا ذکر کرو کہ جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ مشرقی سمت کی طرف چلی گئیں اور لوگوں کی طرف پردہ ڈال دیا تو ہم نے اپنی روح کو بھیجا جو ان کے سامنے ایک اچھا خاصا آدمی بن کر پیش ہوا انہوں نے کے کہا کہ اگر تو خوف خدار کھتا ہے تو تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔ اس نے کہا کہ میں آپ کے رب کا فرستادہ ہوں کہ آپ کو ایک پاکیزہ فرزند عطا کردوں۔ انہوں نے کہا: میرے یہاں فرزند کس طرح ہوگا جب کہ مجھے کسی بشر نے چھوا بھی نہیں ہے۔ اور میں کوئی بدکردار نہیں ہوں۔ اس نے کہا کہ اسی طرح آپ کے پروردگار کا ارشاد ہے کہ میرے لئے یہ کام آسان ہے اور اس لئے کہ میں اسے لوگوں کے لئے نشانی بنادوں اور اپنی طرف سے رحمت قرار دے دوں اور یہ بات طے شدہ ہے۔ پھر وہ حاملہ ہوگئیں اور لوگوں سے دور ایک جگہ چلی گئیں۔۔۔ تو اس فرشتے نے آواز دی کہ آپ پریشان نہ ہوں خدا نے آپ کے قدموں میں چشمہ جاری کردیا ہے۔ اور خرمے کی شاخ کو اپنی طرف بلائیں اس سے تازہ تازہ خرمے گریں گے۔ پھر اسے کھایئے اور پیجئے اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈی رکھئے پھر اس کے بعد کسی انسان کو دیکھئے تو کہہ دیجئے کہ میں نے رحمٰن کے لئے روزہ کی نذر کرلی ہے لہٰذا آج میں کسی انسان سے بات نہیں کرسکتی۔

۲۔ جناب سارہ زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

۲/۱۔ " وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى قَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ ۖ فَمَا لَبِثَ أَن جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ... قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۖ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ۚ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔ " ۲۴۔

اور ابراہیمؑ کے پاس ہمارے نمائندے بشارت لے کر آئے اور آکر سلام کیا تو ابراہیمؑ نے بھی سلام کیا اور تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔ اور جب دیکھا کہ ان لوگوں کے ہاتھ ادھر نہیں بڑھ رہے ہیں تو تعجب کیا اور ان کی طرف سے خوف محسوس کیا انہوں نے کہا آپ ڈریں نہیں ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ ابراہیمؑ کی زوجہ اسی جگہ کھڑی تھیں یہ سن کر مسکرائیں تو ہم نے انہیں جناب اسحاقؑ کی بشارت دے دی اور اسحاق کے بعد جناب یعقوبؑ کی بشارت دی۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ مصیبت، اب میرے یہاں بچہ ہوگا؟ جب کہ میں بوڑھی ہوں اور میرے میاں بھی بوڑھے ہیں یہ تو بالکل عجیب سی بات ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا تمہیں حکم الٰہی میں تعجب ہو رہا ہے۔ اللہ کی رحمت اور برکت تم گھر والوں پر ہے وہ قابل حمد اور صاحب مجد و بزرگی ہے۔

۲/۲ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا ۖ قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ ۝ فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ۝ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۝ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ۝ فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ۝ قَالُوا كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ " ۲۵۔

کیا تمہارے پاس ابراہیمؑ کے محترم مہمانوں کا ذکر پہنچا ہے جب وہ ان کے پاس وارد ہوئے اور سلام کیا تو ابراہیمؑ نے جواب سلام دیتے ہوئے کہا کہ تم تو انجانی قوم معلوم ہوتے ہو۔ پھر اپنے گھر جا کر ایک موٹا تازہ بچھڑا تیار کر کے لے آئے۔ پھر ان کی طرف بڑھا دیا اور کہا کیا آپ لوگ نہیں کھاتے ہیں۔ پھر اپنے نفس میں خوف کا احساس کیا تو ان لوگوں نے کہا کہ آپ ڈریں نہیں اور پھر انہیں ایک دانشمند فرزند کی بشارت دے دی۔ یہ سن کر ان کی زوجہ شور مچاتی ہوئی آئیں اور انہوں نے منہ پیٹ لیا کہ میں بڑھیا بانجھ (یہ کیا بات ہے) ۔ ان لوگوں نے کہا: ایسا ہی ہوگا یہ تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے وہ بڑی حکمت والا اور ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

" صحیح بخاری " میں تحریر ہے کہ " گزشتہ اقوام و ملل میں کچھ ایسے افراد تھے جن سے فرشتوں نے گفتگو کی ہے جبکہ وہ پیغمبر (یا نبی) نہ تھے۔ ۲۶۔

قرآنی آیات میں غیر انبیاء سے فرشتوں کی گفتگو کرنے کا ذکر واضح لفظوں میں ملتا ہے اور جو

تعبیریں قرآن میں ملتی ہیں ان کے مطابق کہیں وہ فرشتہ، ایک ہے اور کہیں متعدد، اسی لئے کبھی "روح" یا رسولؑ" کا لفظ آیا ہے تو کبھی" ملائکہ"، "قوم" یا فعل جمع" قالوا"۔

"بخاری" میں ذکر شدہ حدیث بھی اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ ملائکہ اور فرشتہ کا غیر انبیاء سے گفتگو کرنا نہ صرف یہ کہ امکانی ہے بلکہ وقوعی بھی ہے یعنی گفتگو کے نمونے قرآن اور دوسری مذہبی کتابوں میں ملتے ہیں۔

لہٰذا کسی بھی محقق ومنصف کو اس بات پر تعجب نہیں ہونا چاہئے کہ فرشتہ کیسے حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام سے گفتگو کر سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت سیدہ تمام مسلمانوں کے نزدیک کائنات کی ممتاز ومنفرد خاتون ہیں۔ سبھی معترف ہیں کہ وہ" سیدۂ نساء عالمین" (عالمین کی تمام عورتوں کی سردار) ، اور مقام ومنزلت کے لحاظ سے جناب مریم علیہا السلام سے بالاتر ہیں۔ان کی رضا وخوشنودی خدا کی رضا وخوشنودی ہے۔ وہ جزو رسالت (فَاطِمَةُ بِضَعْةٌ مِّنّی) اور ام الائمہ علیہم السلام (تمام اماموں کی ماں) ہیں۔

غور طلب ہے کہ اہلبیت حضرت ابراہیمؑ کو یہ شرف حاصل ہے کہ فرشتہ ان سے گفتگو کرے، انہیں سلام کرے لیکن دنیا کی تمام عورتوں سے افضل خاتون حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام سے اگر گفتگو کرنے اور انہیں سلام کرنے کی بات کہی جائے تو لوگوں کو تعجب ہوتا ہے۔ مگر کیا یہ شرف، شہزادی کو نہیں مل سکتا؟!

اگر خدا قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی تسکین ودلجوئی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے "وَلَا تَحْزَنِي" ۲۷ کہتا ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں سے افضل خاتون حضرت فاطمہ علیہا السلام کی تسکین ودلجوئی کے لئے اگر فرشتہ بھیج دے تو تعجب کیوں؟!

سوال

اس مقام پر ایک سوال ہوتا ہے کہ اس گفتگو کی حیثیت ونوعیت کیا ہے یعنی کیا اس گفتگو کو وحی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے؟ اور اگر ہاں، تو پھر یہ بات، خاتمیت پیغمبرؐ سے کیسے سازگار ہو سکتی ہے؟

جواب

اس میں شک نہیں کہ نص قرآن اور احادیث کے مطابق، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری پیغمبرؐ ہیں لیکن وحی ایک خاص رابطہ کا نام ہے جس کا تعلق خدا کے ارادہ سے ہے۔ بطور خلاصہ وحی کو مختلف حیثیت سے تقسیم کیا جاسکتا ہے: نبوی اور غیر نبوی۔ وحی نبوی تو واضح ہے اس میں کسی کو شک نہیں ہے لیکن

وحی غیر نبوی کے کچھ نمونے خود قرآن نے ذکر کئے ہیں جن میں سے بعض کو نمونے کے طور پر ذکر کرنا مناسب ہوگا:

الف: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو وحی

"وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۖ إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ۔" ۲۸۔

اور ہم نے مادر موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اپنے بچہ کو دودھ پلائیں اور اس کے بعد جب اس کی زندگی کا خوف پیدا ہو تو اسے دریا میں ڈال دو اور بالکل ڈرو نہیں اور پریشان نہ ہو کہ ہم اسے تمہاری طرف پلٹا دینے والے ہیں...

ب: شہد کی مکھی کو وحی

"وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ۔"۲۹۔

اور تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کو وحی کی (اشارہ دیا) کہ پہاڑوں اور درختوں اور گھروں کی بلندیوں میں اپنے گھر بنائے۔

ج: زمین کو وحی

" إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۝ وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۝ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا۔"۳۰۔

جب زمین زوروں کے ساتھ زلزلہ میں آجائے گی ... اس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی کہ تمہارے پروردگار نے اسے وحی کی (اشارہ کیا) ہے۔

د: آسمانی مخلوقات کو وحی

" فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ۳۱۔

پھر ان آسمانوں کو دو دن کے اندر سات آسمان بنادئے اور ہر آسمان میں اس کے معاملہ کی وحی کردی۔۔۔

مذکورہ تمام دلیلوں کی بنیاد پر حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام سے فرشتہ کا ہم کلام ہونا (اور گفتگو کرنا) تعجب

اور حیرانی کی بات نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شہزادی کے القاب میں سے ایک لقب " محدّثہ " ہے۔ ۳۲۔

لمحہ فکریہ

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ " مصحف فاطمہؑ " سے مراد کتاب فاطمہؑ ہے نہ کہ قرآن فاطمہؑ، اور لفظ مصحف نہ لغوی اعتبار سے قرآن کے معنٰی میں منحصر ہے اور نہ ہی قرآن وسنت میں یہ لفظ اسی معنٰی کے لئے خاص ہے بلکہ قرآن میں بھی خود لفظ "مصحف" استعمال بھی نہیں ہوا، اگرچہ لفظ " صحف " ۳۳ بمعنی کتاب (مکتوب) یا دستاویز یا لوح یا نامہ اعمال یا آسمانی صحیفہ وغیرہ ۳۴ ذکر ہوا ہے۔ تو پھر مصحف فاطمہؑ کے مطالب کیا ہیں؟ یہ ایک سوال ہے جو ہر قاری اور مفکر کے ذہن میں آتا ہے۔

مطالب مصحف فاطمہ علیہا السلام

" مجمع البحرین " کے مطابق بعض محدثین ومورخین نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ " فِیهَا کُلُّ مَایَحْتَاجُ النَّاسُ اِلَیهِ حَتّٰی اَرْشِ الْخَدْشِ " کائنات سے متعلق تمام معلومات اس میں ہیں۔ لیکن روایات اور اہلبیت علیہم السلام کی تعلیمات کے مطابق مصحف فاطمہؑ کے مطالب ۳۵ کچھ اس طرح ہیں:

۱۔ گذشتہ اور آئندہ کی حکومتوں کی تفصیل
۲۔ تمام انبیاء اور ان کے پیروکاروں کی وضاحت
۳۔ ممالک اور وہاں کے رہنے والوں کا حال
۴۔ ظالمین اور ان کے انجام
۵۔ ائمہ معصومین علیہم السلام کی زندگی کے حالات اور دنیا وآخرت میں ان کی شان ومنزلت
۶۔ جنّت وجہنم کی حقیقت اور ان کے اہل
۷۔ توریت وانجیل اور قرآن کے سلسلے میں تفصیلی معلومات
۸۔ زمین اور اس سے متعلقہ چیزوں کی مفصل اطلاع

مذکورہ عناوین جیسے مطالب کی بنیاد پر حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کا یہ مصحف " مصحف فاطمہؑ " کے نام سے زیادہ مشہور ہوا اور تمام ائمہ علیہم السلام ہر دور میں اس کی جانب رجوع کیا کرتے تھے، ورنہ تحقیقی نظریہ کے پیش نظر تاریخ میں اور بھی مصحف تھے جنہیں حضرت علی علیہ السلام نے یا خود شہزادی (س) نے اپنے دست مبارک سے لکھا ہے اور انہیں بھی " مصحف " نام دیا گیا ہے جیسے:

الف: " مصحف احکام " یہ وہ مصحف ہے جس میں حضرت علی علیہ االسلام نے ان مطالب کو درج کیا ہے

جنہیں رسول خداؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے بیان فرمایا۔ اور اس صحیفہ کا ایک خاصا حصہ شرعی احکام سے متعلق ہے۔ ائمہ معصومین علیہم السلام احکام کے سلسلے میں عام طور پر جس صحیفہ کی جانب رجوع فرماتے تھے قوی احتمال کے مطابق یہی صحیفہ ہے۔۳۶۔

ب: " صحیفہ وصیت" یہ وہ صحیفہ ہے جس میں شہزادی (س) نے وصیتیں لکھ کر تکیہ کے نیچے رکھ دیا تھا۔ اور خود سے متعلق اوقاف کے سلسلے میں اسی کے مطابق عمل کرنے کی حضرت علی علیہ السلام سے درخواست کی تھی۔۳۷۔

اہم سوال

جب یہ ثابت ہوگیا کہ " مصحف فاطمہؑ" نامی کوئی صحیفہ ہے تو پھر یہ سوال کسی بھی شخص کے ذہن میں آسکتا ہے کہ یہ کہاں ہے؟ یا اب ہے بھی یا نہیں؟۔

جواب

یہ صحیفہ چونکہ معلومات کا ذخیرہ تھا اس لئے بہت ہی اہمیت کا حامل تھا اور جہاں اہلبیت علیہم السلام کی شان و منزلت گھٹانے کے لئے دشمنوں نے ہر ممکن کوشش کی، احادیث و دینی دستاویز کو نذر آتش کر دیا ۳۸۔ وہیں اسے بھی ضائع و برباد کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھتے لہٰذا اہلبیت علیہم السلام نے یکے بعد دیگرے اسے میراث امامت کے طور پر اپنے پاس رکھا اور آج یہ مصحف حضرت زہرا علیہا السلام کے آخری فرزند حجت حق امام زمانہ علیہ السلام کے پاس موجود ہے۔۳۹۔ اور روایات بھی اسی مطلب کی حکایت کرتی ہیں۔ نمونہ کے طور پر یہ روایت ملاحظہ فرمائیں:

ابو بصیر کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: " فَلَمّا ذَلکَ الْمُصْحَفُ بَعدَ مُضیّها؟ قَالَ؟: دَفعتهُ اِلیٰ اَمِیْرِ الْمُومِنِینَ عَلَیْهِ السَّلامُ فَلَمَّا مَضٰی صَار الیَ الحَسَن عَلَیه السَّلام ثُمَّ اِلَی الْحُسَینِ عَلیه السّلام ثُمَّ عِنْدَ اَهْلِهِ حَتّی یَدْفَعُوہ اِلٰی صَاحِبِ هٰذَ الاَمْر"۴۰۔ آقا میں آپ پر قربان جاؤں وہ مصحف، حضرت زہراؑ کی شہادت کے بعد کہاں گیا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ مصحف، حضرت علیؑ کی جانب منتقل ہوا پھر امام کی شہادت کے بعد امام حسنؑ پھر ان کی شہادت کے بعد امام حسینؑ تک اسی طرح ایک امام سے دوسرے امام تک منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ امام زمانہ علیہ السلام کے پاس اسے منتقل کیا گیا۔

متعدد روایات میں ملتا ہے کہ معصومین علیہم السلام فرماتے تھے " وَاِنَّ عِنْدَ نَا مُصحَفَ فَاطِمَة "۴۱۔ یا کہیں پر " عِنْدِی مُصحَفُ فَاطِمه "۴۲۔ (ہمارے پاس، یا میرے پاس مصحف فاطمہؑ ہے)

عصر اخیر کے عظیم ومایۂ ناز محقق " آ قابزرگ طہرانی" کے ایک جملہ کے ساتھ مقالہ کو تمام کرتا ہوں، موصوف نے " کتاب الذریعہ " میں لکھا: مُصْحَفُ فَاطِمَة عَلَيْهَا السَّلامُ مِنْ وَدَاعِ الْإمَامَةِ عِنْدَ مَولانَا وَإمَامِنَا الزّمانُ عليه السَّلامُ كَمَا رُوِىَ فى عِدّةِ اَحَادِيثٍ مِنْ طُرُقِ الْاَئِمَّةِ عَلَيهم السَّلامُ مِنْهَا فِى " بَصَائِرِ الدَّرَجَات" وَقَدْ حَكَاهُ العلامةُ المَجْلِسى فِى اوّلِ "البحار" " ۴۳ ۔

مصحف فاطمہ علیہا السلام، ائمہ طاہرین علیہم السلام کی امانت و میراث ہے جو ہمارے مولاو آ قا امام زمانہ علیہ السلام کے پاس موجود ہے جیساکہ علامہ مجلسی نے "بحار" میں "بصائر الادرجات "کے حوالے سے ائمہ طاہرین علیہم السلام سے منقول متعدد روایتیں نقل کی ہے۔

❖

حوالے:

۱۔ اصفہانی، راغب، دار القلم، دمشق، اشاعت اول، ۱۴۱۶ھ ق، مادہ صحف

۲۔ قرآن، سورۂ اعلیٰ، آیت ۹؛ اسی طرح سورہ بنیہ، آیت ۲۔۳

۳۔ طریحی، فخر الدین، تحقیق سید احمد حسینی، مکتب نشر الثقافۃ الاسلامیۃ، ایران، اشاعت دوم، ۱۴۰۸ھ ق، مادہ ص ح ف

۴۔ ڈاکٹر خلیل الجر، مادہ صحف

۵۔ ابن منظور، لسان العرب، مادہ صحف؛ اسی طرح احمد حسن، المعجم الوسیط، مادہ صحف؛

۶۔ سیاح، احمد، انتشارات اسلام، تہران، اشاعت چہاردھم، ۱۳۷۳ھ ش

۷۔ نیر، نور الحسن، نور اللغات، ج ۳ (د۔ق) ، قومی کونسل برای فروغ اردو زبان، نئی دہلی، اشاعت اول، ۱۹۹۸ء

۸۔ دانشگاہ پنجاب، لاہور، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۱۲، ص۔ العجلی، طبع اول، ۱۳۹۳ھ ق

۹۔ ملاحظہ کریں: سورہ تکویر، آیت ۱۰ (واذا الصحف نشرت) .

۱۰۔ عسکری، سید مرتضیٰ، معالم المدرستین، ج ۲، ص ۱۷۔

۱۱۔ قفازی، ناصر بن عبد اللہ، اصول مذہب الشیعۃ الامامیۃ الاثنا عشریۃ، ج ۱، ص ۲۵۵ و۲۶۸ و ج ۲، ص ۲۸۸، ۵۹۲، ۵۹۵۔

۱۲۔ ترجمہ آیت: پیغمبر یہ اہل کتاب آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ان پر آسمان سے کوئی کتاب نازل کردیجئے تو انہوں نے موسیٰ سے اس سے زیادہ سنگین سوال کیا تھا جب ان سے یہ کہا انہیں اللہ کو علی الاعلان دکھلادیجئے تو ان کے ظلم کی بنیاد پر انہیں ایک بجلی نے اپنی گرفت میں لے لیا پھر انہوں نے ہماری نشانیوں کے آجانے کے باوجود گوسالہ بنالیا تو ہم نے اس سے بھی درگذر کیا اور موسیٰ کو کھلی ہوئی دلیل عطا کردی۔

۱۳۔ قمی، ابن بابویہ، الاعتقادات، ص ۱۰۱ و ۱۰۲۔ اسی مطلب کو شیخ مظفر نے "عقائد الامامیہ" میں اور علامہ حلی نے شرح باب حادی عشر میں لکھا ہے۔

۱۴۔ امین، محسن، "اعیان الشیعہ"، ج ۱، ص ۹۷؛ صفار، محمد بن حسن، "بصائر الدرجات"، ص ۴۲؛ کلینی، شیخ محمد بن یعقوب، "اصول کافی"، ج ۱، ص ۳۴۶-۳۴۷۔

۱۵۔ کلینی، شیخ محمد بن یعقوب، "اصول کافی"، ج ۱، ص ۲۳۶-۲۳۷

۱۶۔ مذکورہ حوالہ۔

۱۷۔ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج ۲۵، ۲۶، ۲۷ اور ۴۵؛ کلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی، ج ۱، ص ۳۴۶-۳۴۷

۱۸۔ کلینی، محمد بن یعقوب، "اصول کافی"، ج ۱، ص ۲۴۱؛ قزوینی، محمد کاظم، فاطمہ از ولادت تا شہادت، ص ۱۵۲؛ مجلسی، محمد باقر، "بحار الانوار"، ج ۲۲، ص ۵۴۵۔

۱۹۔ مجلسی، محمد باقر، "بحار الانوار"، ج ۴۳، ص ۸۰؛ کلینی، محمد بن یعقوب ج ۱، ص ۲۹۶۔

۲۰۔ کلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی، جلد ۱، ص ۳۴۶۔

۲۱۔ سورۂ آل عمران، آیت ۴۲

۲۲۔ سورۂ آل عمران، آیت ۴۵-۴۷

۲۳۔ سورۂ مریم، آیت ۱۶-۲۶

۲۴۔ سورۂ ہود، آیت ۶۹-۷۳

۲۵۔ سورۂ ذاریات، آیت ۲۴-۳۰

۲۶۔ بخاری، محمد بن عبداللہ، صحیح بخاری، ص ۶۵۵۔ موصوف نے اس حدیث کو ابوہریرہ کی سند کے ساتھ پیغمبرؐ سے نقل کیا ہے۔

۲۷۔ سورۂ قصص، آیت ۷۔ (رنجیدہ اور غمگین نہ ہو)

۲۸۔ سورۂ قصص، آیت ۷

۲۹۔ سورۂ نحل، آیت ۶۸

۳۰۔ سورۂ زلزلہ، آیت ۱-۵۔

۳۱۔ سورۂ فصلت، آیت ۱۲۔

۳۲۔ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج ۴۳، ص ۷۸

۳۳۔ قرآن کریم، میں یہ لفظ آٹھ مقامات پر آیا ہے جیسے سورۂ اعلیٰ، آیت ۱۹، سورۂ مدثر، آیت ۵۲؛ سورۂ تکویر، آیت ۱۰؛ سورۂ عبس، آیت ۱۳-۱۶؛ اور اس لفظ کے بارے میں مفردات میں راغب نے لکھا: قیل: "ارید بھا القرآن"

قیل کی تعبیر خود ضعیف قول کی حکایت کرتی ہے اس کے علاوہ لفظ صحیفہ کا معنٰی قرآن نہیں ہے بلکہ " قرآن " ارادہ کیا گیا ہے۔

۳۴ ۔ اسی لفظ کے ضمن میں ان لغات کا مطالعہ فرمائیں : مفردات راغب، فرہنگ بزرگ جامع نوین، ج ۱، نور اللغات، ج ۱۳؛ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۱۲؛ لاروس خلیل؛ مجمع البحرین وغیرہ۔

۳۵ ۔ کلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی، ج ۱، ص ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰ (اختصار کے مد نظر احادیث کو نہیں ذکر کیا گیا ہے لیکن قارئین مذکورہ حوالہ اور " الموسوعۃ الکبریٰ عن فاطمۃ الزہرا "، ج ۱۹، ص ۳۳۰ میں مطالعہ کر سکتے ہیں)۔

۳۶ ۔ کلینی، محمد بن یعقوب، "اصول کافی"، ج ۱، ص ۳۴۹، حدیث ۶۔

۳۷ ۔ جعفر الہادی، " مصحف فاطمہ "، جزوہ شمارہ ۱۳، سازمان مدارس، قم، ۱۳۸۰ ھ ش

۳۸۔ البتہ یہ باتیں قرآن کے سلسلہ میں نہیں آتی چونکہ قرآن معجزہ ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام اور مسلمان کی شناخت تھا اس لئے اسے کم از کم کوئی مسلمان نہ نذر آتش کر سکتا تھا اور نہ مٹا سکتا تھا۔

۳۹ ۔ کلینی، محمد بن یعقوب، "اصول کافی" ، ج ۱، ص ۳۲۷، حدیث ۳۔

۴۰ ۔ محمد بن جریر، دلائل الامامۃ، ص ۲۷ ماخوذ از موسوعۃ الکبریٰ عن فاطمۃ الزہرا، ج ۱۹، ص ۳۲۰۔

۴۱ ۔ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار ج ۲۶، ص ۳۹؛ کلینی، محمد یعقوب، اصول کافی، ج ۱ ص ۲۳۹، باب ۹۶

۴۲ ۔ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج ۲۶، ص ۳۷

۴۳۔ آقا بزرگ طہرانی، الذریعہ، ج ۲۱، ص ۱۲۶، رقم ۴۲۴۸۔